بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۹۱ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵۸

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ✻ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر: رحمت اللہ خان شاکر — یوم شنبہ

ترسیل زر اور انتظامی امور کے لئے جملہ خط و کتابت بنام مینیجر الفضل ہو

جلد ۳۱	۱۷ ماہ وفا ۱۳۲۲ ہش	۱۴ رجب ۱۳۶۲ ھ	۱۷ جولائی ۱۹۴۳ء	نمبر ۱۶۷

56

مدینۃ المسیح

ڈلہوزی ۱۶ ماہ وفا ۲۲ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ½۱۰ بجے صبح بذریعہ فون یہ اطلاع ملی ہے کہ کل دن میں حضور کو سات آٹھ گھنٹہ حرارت رہی۔ اور ٹمپریچر ۶ر ۹۸ اور ۷ر ۹۸ رہا۔ سیر سے واپسی کے بعد ۴ر ۹۹ ہوگیا تھا۔ لیکن جلدی ہی گر گیا۔ آج صبح ۷ر ۹۷ ہے۔ کھانسی میں پہلے سے کمی ہے احباب حضور کی صحت کاملہ کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

روزنامہ الفضل قادیان — ۱۴ رجب ۱۳۶۲ھ

گرانی سے پیدا شدہ مشکلات

ضروریات زندگی کی گرانی اور کمیابی کا سوال ہندوستان میں روز بروز زیادہ اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ بالخصوص بنگال۔ اڑیسہ۔ بمبئی اور آسام وغیرہ علاقوں میں حالات زیادہ تکلیف دہ ہو رہے ہیں۔ پچھلے دنوں یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ اڑیسہ میں غلہ کی کمی اور گرانی کی وجہ سے کمزور اور بوڑھے بھوکوں مر رہے ہیں۔ حال میں بالاسور میں ستر آدمیوں کے بھوک کی وجہ سے مرجانے کی خبر اخبارات میں آچکی ہے ناگ پور اور اس کے نواحی علاقوں میں بھی یہی تکلیف رونما ہے۔ اور اس علاقہ کی میونسپلٹیوں نے غلہ وغیرہ کی تقسیم اور بہم رسانی کا کام اپنے ہاتھ میں لیا ہے کلکتہ کے بعض بعض مقامات پر روپیہ کا سیر ڈیڑھ سیر غلہ اور ایک سیر چاول بمشکل دستیاب ہوسکتا ہے۔ اور روپیہ کا دو سیر آٹا تو وہ نرخ ہے جو سرکاری طور پر مقرر کیا گیا ہے۔ کلکتہ سے ۱۴ر جولائی کی خبر ہے کہ مدنا پور کے طوفان زدہ علاقہ میں چاول کی قیمت چالیس سے پچاس روپے فی من ہوگئی ہے۔ لوگ فاقہ کشی پر مجبور ہو رہے ہیں بعض لوگ آموں کی گٹھلیاں اور ایسی ہی دوسری اشیا کھا کر پیٹ بھرتے اور زندگی کے دن پورے کرلیتے ہیں۔ یہ چیزیں کھا کر زندگی کا سانس تو بے شک آسکتا ہے مگر جسم میں ایسی غذا جو طاقت پیدا کرسکتی ہے وہ ظاہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خبر میں کہا گیا ہے۔ کہ غریب لوگ ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ گئے ہیں۔ لوگوں کی مصیبت ناقابل بیان ہے۔ اس کے علاوہ کپڑے کی گرانی نے لوگوں کی مصیبت کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔ مرد تو کیا عورتوں کو تن ڈھانکنے کے لئے کپڑا بمشکل میسر آتا ہے۔

(ملاپ ۱۶ر جولائی ۴۳ء)

گو پنجاب کے صوبہ میں یہ حالت تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے نہیں۔ مگر پھر بھی اشیائے خورد و نوش کی گرانی نے یہاں بھی غربا اور اوسط طبقہ کے لوگوں کا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ اور آج کل جبکہ صوبہ میں گندم کی فصل عنقریب برآمد ہوئی ہے یہ حالت ہے۔ تو آئندہ مہینوں میں جس قسم کی مشکلات کی توقع ہوسکتی ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ جہاں اس موسم میں ½۳ چار سیر آٹا مل رہا ہے۔ معلوم نہیں سردیوں میں کیا حالت ہوگی۔ پھر کپڑے کی گرانی کا اہل پنجاب کو خوب تجربہ ہوچکا ہے۔ یہی حال دیگر ضروریات زندگی کا ہے۔

امراء اور اہل ثروت لوگوں کو تو زیادہ فکر و تشویش نہیں۔ ان کی کثیر آمدنیاں ان حالات کا مقابلہ کرسکتی ہیں۔ مگر شامت غریب اور متوسط طبقہ کی ہے۔ جنہیں اپنی محدود آمدنی کے ساتھ غیر معمولی گرانی سے پیدا شدہ حالات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے

اپنے اپنے ہاں کی اس قسم کی مشکلات کو حل کرنے کا مسئلہ ہر صوبہ کی حکومت کے پیش نظر ہے۔ اور وہ اس بارہ میں سنٹرل گورنمنٹ کی امداد بھی حاصل کر رہی ہیں۔ ایسے ہی حالات کے مقابلہ کی تجاویز سوچنے کے لئے گذشتہ دنوں دہلی میں سنٹرل گورنمنٹ کی زیر نگرانی ایک فوڈ کانفرنس کا انعقاد ہوا ہے جس میں ہر صوبہ کے افسران۔ دیسی ریاستوں کے نمائندے اور سنٹرل گورنمنٹ کے ذمہ دار ارکان نے بھی حصہ لیا۔ اس کانفرنس میں بعض تجاویز منظور کی گئی ہیں جنہیں سنٹرل گورنمنٹ نے بھی مان لیا ہے۔ مثلاً یہ کہ شہری رقبوں میں راشننگ سسٹم جاری کر دیا جائے۔ جن لوگوں نے منافع بازی کے خیال سے اناج کو سٹاک کر رکھا ہے۔ ان کے خلاف سخت اقدام کیا جائے۔ اور کوشش کر کے ان ذخائر کو مارکیٹ میں لایا جائے۔ اور ایجنسیوں کی وساطت سے فالتو اجناس کو خریدنے کا انتظام کیا جائے۔ جن صوبوں میں غلہ وغیرہ کی قلت ہے۔ وہاں ان صوبوں سے لایا جائے جہاں فالتو ہو۔ اس کے علاوہ ایک سے دوسری جگہ ایسی اجناس کو پہنچانے کے لئے جہاں تک ممکن ہو ٹریفک کی سہولتیں مہیا کی جائیں۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔

فی الحال ہم اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ کہ ملک کی موجودہ صورت کے اسباب و وجوہ کیا ہیں۔ اور ان کے دُور کئے جانے کی صحیح صورت کیا ہوسکتی ہے۔ مجوزہ طریقے کہاں تک کامیاب ہوسکتے ہیں۔ اور حکومت اس صورت کو تبدیل کرنے میں کہاں تک کامیاب ہوسکتی ہے۔ بلکہ ان حالات کو پیش کرنے سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ اپنے احباب کو بتائیں۔ کہ ان حالات میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز انہیں کن ہدایات پر عمل کرنے کا ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ ارشادات مختصراً آئندہ پرچہ میں پیش

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت

جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے ۱۴ جولائی کو دن کے گیارہ بجے حضرت مولوی شیر علی صاحب کے نام ارسال کیا۔ اس میں لکھتے ہیں کہ

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت کل بھی دن کے وقت اچھی رہی۔ اور کل شام کے وقت سوا میل کی سیر کی۔ اور کل شام کو زیادہ سے زیادہ ٹمپریچر ۹۹ درجہ تھا۔ جو تھوڑی دیر میں ہی کم ہو گیا۔ آج صبح گیارہ بجے ۹۸ درجہ ٹمپریچر ہے۔ عام طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔

سیدہ ام طاہر احمد کی حالت بھی رو بصحت ہے۔ حضور کے دیگر اہل بیت اور صاحبزادگان خیریت سے ہیں ؛

غرباء کے لئے فراہمی غلہ کی تحریک

اس سال سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے قادیان کے غریب بھائیوں کی امداد کے لئے مخلصین جماعت کو پندرہ سو من غلہ جمع کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ جس میں سے اب تک قریباً ساڑھے نو سو من کے وعدے دفتر میں موصول ہو چکے ہیں۔ وعدہ کرنے والوں میں اکثریت شہری جماعتوں کی ہے۔ ابھی ½ ۵۰۰ من غلہ کی فراہمی جماعت کے ذمہ ہے۔ اور ہمارے زمیندار بھائی اس طرف متوجہ نہیں ہو رہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر آمد کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ اور ان کے تنگی کے حالات کو فراخی سے بدل دیا ہے۔ کیا خدا تعالیٰ کی اس نعمت کے شکریہ میں ان پر یہ فرض عائد نہیں ہو جاتا۔ کہ وہ ہمت کر کے اٹھیں۔ اور ½ ۵۰۰ کی کمی کو دنوں میں پورا کر دیں۔ تا کہ وہ خدا تعالیٰ کی مزید برکات کو جذب کرنے کا موجب ہو سکیں

پس جو جماعتیں ۱۵ دن کے اندر اندر اپنے وعدے بحیثیت جماعت دفتر میں بھجوا دیں گی۔ ان کے نام خاص طور پر حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں دعا کے لئے پیش کئے جائیں گے ؛

پرائیویٹ سیکرٹری حضرت امیرالمومنین

شکریہ باری تعالیٰ

از جناب میاں غلام محمد صاحب اختر لیبر وارڈن ریلوے لاہور

سن کے اپنے آقا و محسن کی بیماری کا حال
شکر للہ ہو رہے ہیں۔ آپ اب تو تندرست
شکر واجب ہے خدا کا ہر گھڑی اے دوستو
پیارے آقا کو خدایا تو نے صحت بخش دی
صحتِ کامل عطا کر اور دے عمرِ طویل
آگ ہے جس دل میں اسکے عشق کی ہر دم لگی
زندگی میں جب نہ یہ محبوب کے کام آسکیں

مومنوں کے دل میں تھا اک اضطرابِ پُر ملال
پُر خطر حالات سے ہم بچ گئے ہیں بال بال
جس نے دریائے الم سے ہے دیا ہم کو نکال
کس زباں سے شکر ہو تیرا بیاں اے ذوالجلال
تیرے آگے اے خداوندا نہیں کچھ بھی محال
کاش حل کر دے کوئی اس مضطرب کا اک سوال
آہ۔ پھر کس کام کے یہ جان و دل مال و منال

یہ سراسر فضل ہے اختر یہ تیرا اے کریم
عشق کے دعوی کی ہے ورنہ یہاں کس کو مجال

دفتر بہشتی مقبرہ کے ضروری اعلان

آجکل سرکاری ملازمین کی جلد جلد تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ موصی صاحبان اپنی تبدیلی کی اطلاع دفتر ہذا کو نہیں دیتے جب ان کا چندہ پہنچتا ہے تو دفتر کو بہت دقت ہوتی ہے۔ اور غلطی ہو جاتی ہے۔ ایسے موصی صاحبان اگر اپنی تبدیلی کی اطلاع دفتر ہذا کو نہ دیں گے۔ تو حساب میں غلطی کے وہ خود ذمہ وار ہونگے

(۲) نعش لانے کے لئے احباب صندوق بہت لمبا چوڑا بنوا لیتے ہیں۔ جس کا کوئی فائدہ نہیں ہاں نقصان ضرور رہتا ہے۔ کئی دفعہ پہلے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ½ ۲ فٹ چوڑا اور ½ ۲ فٹ اونچا اور چھ فٹ لمبا ہو۔ چھ فٹ سے زیادہ قد شاذ ہی کسی آدمی کا ہوتا ہے اس لئے بغیر ضرورت کے چھ فٹ سے لمبا صندوق نہیں بنوانا چاہیئے۔

(۳) دیکھا گیا ہے۔ کہ آجکل گرمی کے موسم میں بعض لوگ تازہ نعش لے آتے ہیں۔ اور اس میں برف کا انتظام نہیں کرتے۔ جس سے میت کے خراب ہونے کا ڈر ہوتا ہے آجکل برف ضرور رکھنی چاہیئے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ

امتحان دعوۃ الامیر ۔ تاریخ انعقاد ۔۔۔ یکم ظہور اگست

امتحان دعوۃ الامیر کے لئے ۲۵ دفا جولائی مقرر کیا گیا تھا۔ مگر چونکہ ۲۵ وفا کو یوم التبلیغ ہے۔ اس لئے امتحان بجائے ۲۵ وفا کے یکم ظہور کو ہو گا۔ قائدین و زعماء کرام امیدواران امتحان کو اطلاع فرمائیں۔ بعض مجالس کی طرف سے تا حال امیدواروں کی فہرستیں موصول نہیں ہوئیں۔ ایسی مجالس اپنی فہرستیں ۲۴ وفا تک مرکز میں بھجوا دیں۔ تا کہ ان کو بر وقت پرچے بھجوائے جا سکیں خاکسار ملک عطاء الرحمن

ڈاکٹر ایس۔ اے لطیف صاحب کے لئے درخواست دعا

برادرم مکرم ڈاکٹر ایس۔ اے لطیف صاحب دہلی کو گو پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔ مگر کلی صحت نہیں۔ احباب انکی صحت کاملہ کے لئے دعا کر کے ممنون فرمائیں۔ خاکسار مرزا گل محمد قادیان

۲۵ جولائی سنہ ۱۹۴۳ء بروز اتوار یوم التبلیغ برائے مسلم احباب مقرر ہے۔ دوست اچھی طرح نوٹ کر لیں۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

غیر مذاہب پر ستیارتھ پرکاش کے اعتراضات کی حقیقت

اس تجویز کے متعلق کہ آریہ سماجی دوست ستیارتھ پرکاش کے دلآزار الفاظ کو ازخود ہی تبدیل کر دیں۔ ایک گذشتہ پرچہ میں اظہار خیالات کرتے ہوئے بتایا جا چکا ہے۔ کہ جس حالت میں وہ خود بھی محض اعتراضات سے بچنے کے لئے اس کتاب میں کئی جگہ من مانی تبدیلیاں کر چکے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ ملکی فضا میں خوشگوار تغیر پیدا کرنے کے لئے وہ کتاب ہذا کے ناگوار اور دلآزار الفاظ میں تبدیلی نہ کر سکیں۔ ہمیں توقع ہے۔ کہ آریہ سماج کا متین اور سنجیدہ طبقہ ہمارے اس مخلصانہ مشورہ پر غور کریگا

لیکن ہم جانتے ہیں۔ کہ آریہ سماج میں ایک ایسا فریق بھی ہے۔ جو حسن ظنی سے کام نہ لیتا ہوا ستیارتھ پرکاش کے دلآزار مقامات کے خلاف ایجی ٹیشن کرنے والوں کی آواز کو ان کے مذہب کی کمزوری پر محمول کرتا ہے۔ اور بعض تو برملا کہہ دیتے ہیں۔ کہ مہرشی دیانند نے غیر مذاہب پر جو اعتراضات کئے ہیں۔ وہ نہائت زبردست لاجواب اور ناقابل تردید ہیں۔ اس لئے غیر آریہ سماجی ستیارتھ پرکاش کے اعتراضوں سے پریشان ہو کر اسی میں اپنی خیر سمجھتے ہیں۔ کہ ستیارتھ پرکاش ضبط کر لی جائے۔ حالانکہ اس قسم کے توہمات میں مبتلا سماجی بھائیوں کو یہ خیال دل سے نکال دینا چاہیئے۔

"ستیارتھ پرکاش" کے خلاف پروٹسٹ کی یہ وجہ ہرگز نہیں۔ بلکہ امر واقع یہ ہے۔ کہ ہندو، جینی، سکھ، عیسائی اور مسلمان اپنے اپنے متعلق اعتراضات کی کماحقہ تردید کر چکے ہیں۔ ہم اپنے سماجی دوستوں کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ غیر مذاہب کے متعلق عموماً اور اسلام کے متعلق خصوصاً ان کے مہرشی کو جتنی معلومات حاصل تھیں وہ ہرگز ایسی نہیں۔ کہ جس کی بناء پر انہیں یہ کریڈٹ دیا جا سکے۔ کہ ان کی معلومات لاثانی یا لاجواب ہیں۔ انہیں غیر مذاہب کے متعلق جو بھی علم حاصل تھا۔ وہ محض سطحی اور سنی سنائی باتوں پر مبنی تھا۔ اور یہ صرف ہمارا ہی خیال نہیں۔ بلکہ آج سے انیس سال قبل اخبارات سماجی بھائیوں کے محترم بزرگ گاندھی جی کی بھی یہی رائے اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"میں نے آریہ سماجیوں کی ستیارتھ پرکاش کو پڑھا ہے۔ جب میں یروڈا جیل میں آرام کر رہا تھا۔ تو احباب نے اس کی تین کاپیاں میرے پاس بھیجی تھیں۔ میں نے اتنے بڑے ریفارمر کی تصنیف کردہ اس سے زیادہ مایوس کن کتاب کوئی نہیں پڑھی۔ سوامی دیانند نے ستیہ (سچائی) اور کیول ستیہ (صرف سچائی) پر کھڑے ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ لیکن انہوں نے نہ جانتے ہوئے جین دھرم۔ اسلام، عیسائیت اور خود ہندو دھرم کو غلط طور پر ظاہر کیا ہے، جس شخص کو ان مذاہب کا سرسری علم بھی ہوگا وہ بآسانی ان غلطیوں کو معلوم کر سکتا ہے۔ کہ جن میں اس اعلےٰ ریفارمر کو ڈالا گیا ہے۔"

(اخبار پرتاپ لاہور ۲۹ جون سنہ ۱۹۲۴ء صفحہ ۹)

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ سماجی دوستوں نے گاندھی جی کی اس رائے پر قطعاً دھیان نہ دیا۔ حالانکہ انہوں نے جو کچھ لکھا تھا۔ وہ حقیقت پر مبنی تھا۔ اور ذیل میں ہم اسی کی تائید میں چند ناقابل تردید شواہد پیش کرتے ہیں۔ جن سے ثابت ہے کہ واقعی جناب سوامی دیانند صاحب کی غیر مذاہب کے متعلق معلومات محض سطحی ہیں۔ اور غیر سماجیوں کا ستیارتھ پرکاش کے خلاف آواز اٹھانا سوامی جی کی لاجواب تنقید کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اس کا موجب ان کے ناگوار اور ناملائم الفاظ ہیں۔ ہمارا اصل مقصد تو اسلام پر سوامی جی کے اعتراضات کی حقیقت کو بیان کرنا ہے لیکن قبل اس کے کہ ہم ان اعتراضات کو لیں۔ یہ ظاہر کرنے کے لئے سوامی جی کی مذہبی دنیا کے متعلق واقفیت کا کیا عالم تھا بعض باتیں بیان کی جاتی ہیں۔

پہلی مثال۔ جناب سوامی دیانند صاحب نے ستیارتھ پرکاش باب ۱۲ صفحہ ۴۵۳ میں لکھا ہے۔ کہ

"جن کو بدھ (بدھ مذہب کے پیرو) تیرتھنکر مانتے ہیں۔ انہی کو جینی بھی مانتے ہیں"

حالانکہ یہ بات بالبداہت غلط ہے جن لوگوں کو بدھ مذہب اور جین دھرم کی کتب اور تاریخ سے معمولی واقفیت بھی ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ جینیوں اور بودھوں کے تیرتھنکر یعنی گورو ایک نہیں ہیں یہ بات تو وہی شخص زبان پر لا سکتا ہے۔ جو ہر دو مذاہب سے ناواقف محض ہو۔ اگر ہمارے آریہ سماجی بھائی جناب سوامی صاحب کے اس بیان کو حقیقت پر مبنی سمجھتے ہیں تو وہ اس کا ثبوت پیش کریں۔

دوسری مثال۔ جس طرح جینیوں اور بودھوں کے تیرتھنکروں کو ایک بتانا حقیقت کے خلاف ہے۔ اسی طرح بدھ مذہب اور جین دھرم کو ایک ہی مذہب کے دو نام بتانا بھی سراسر غلط اور لاعلمی پر مبنی ہے۔ مگر افسوس کہ اس ثابت شدہ حقیقت سے بھی آریہ سماجی بھائیوں کے "مہرشی" ناواقف محض تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ستیارتھ پرکاش باب ۱۲ صفحہ ۴۶۳ میں لکھا ہے۔ کہ

"جو علم سے بے بہرہ جینی ہیں وہ نہ تو اپنا جانتے ہیں۔ اور نہ دوسرے کا فقط ہٹھ (ضد) سے بکواس کیا کرتے ہیں۔ لیکن جینیوں میں صاحب علم وہ سب جانتے ہیں۔ کہ بدھ اور جن نیز بودھ اور جین مترادف ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں"۔

تعجب ہے کہ اس واضح اور روشن تاریخی حقیقت سے بھی جناب سوامی صاحب ناواقف تھے۔ اور مہاتما بدھ اور مہابیر سوامی کو ایک اور بدھ مذہب و جین دھرم کو ایک ہی سمجھتے رہے۔ اور جو اس کے خلاف کہنے والے ہیں۔ ان جینیوں کو ضد کرنے والا اور بکواسی بتلاتے ہیں

حالانکہ سوامی صاحب کے پیرو اگر اپنی تمام طاقتیں بھی بروئے کار لے آئیں۔ تب بھی وہ یہ ثابت نہیں کر سکتے۔ کہ بودھوں اور جینیوں کے تیرتھنکر ایک تھے۔ یا بدھ اور جن ایک ہیں یا "بودھ اور جین مترادف ہیں"۔ مگر باوجود اس حقیقت کے مہاشہ کرشن بی۔ اے ایڈیٹر پرتاپ نے بڑے زور سے لکھ دیا تھا۔ کہ

"سوامی جی نے جین مت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ ان کی مسلمہ کتب کا اچھی طرح مطالعہ کرنے کے بعد لکھا ہے"۔

(پرتاپ ۱۶ جون سنہ ۱۹۲۴ء)

تیسری مثال۔ اب جناب سوامی صاحب کے ایک دو اعتراضوں کی حقیقت بھی ملاحظہ ہو۔ جو آپ نے جین دھرم پر کئے ہیں۔ ستیارتھ پرکاش باب ۱۲ صفحہ ۴۷۹ میں جینیوں کی ایک کتاب کا شلوک لکھ کر اس کا ترجمہ کر کے پھر اس پر اعتراض کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

جہ ان کن سی تو چہ تم نہ پڑسی نہ گنوی دیسی تو دانو ئے

تا اتّیم نہ سکّی بجھم دیوو اِکّ اری ہنستو

ترجمہ: سوامی جی۔ اے انسان اگر تو تپ چارتر (نیک رویہ) نہیں کر سکتا۔ نہ سوتر پڑھ سکتا ہے، نہ پرکرن وغیرہ کو وچار سکتا ہے، اور نہ سنتھوں وغیرہ کو دان دے سکتا ہے

تب بھی اگر تو "اری ہنت" یعنی ہماری عبادت کے لائق دیوتا سچے گورو اور سچے دہرم یعنی جین مذہب میں اعتقاد رکھے۔ تو وہی سب سے افضل بات اور ترقی بہبودی یا نجات کا ذریعہ ہے"

قبل اس کے کہ ہم جناب سوامی صاحب کی تنقیدی یا تردیدی عبارت نقل کریں۔ ناظرین پر یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ سوامی صاحب نے جو عبارت نقل کی ہے اس کا لفظی ترجمہ صرف اس قدر ہے۔ کہ اے انسان! اگر تو ریاضت، شاستروں کی تلاوت اور مستحقین کو خیرات کرنے میں ناطاقت ہے۔ تو کیا تو اتنا بھی نہیں کہہ سکتا۔ یا سمجھ سکتا۔ کہ ایک اری ہنت (بے عیب ایشور) عبادت کے لائق ہے۔

اب اس لفظی ترجمہ کو ذہن میں رکھ کر جناب سوامی صاحب کی تردیدی عبارت پڑھیں اور سوچیں کہ کیا سوامی جی کے لئے اعتراض کی کوئی گنجائش تھی؟

"اگر دیا (رحم) اور کشما (حلم) اچھی بات ہے تو بھی طرفداری میں پھنسنے سے دیا (رحم) ادیا (بے رحمی) اور کشما (حلم) اکشما (نابردباری) ہو جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی جیو کو دکھ نہ دینا یہ بات بالکل ممکن نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ دشٹوں کو سزا دینا بھی دیا میں شمار کرنا واجب ہے۔ اگر کسی دشٹ کو سزا دی جائے تو ہزاروں آدمیوں کو دکھ ملے گا۔ اس لئے وہ دیا۔ ادیا۔ اور کشما۔ اکشما ہو جاوے گی یہ ٹھیک ہے کہ سب جانداروں کے دکھ دور کرنے اور سکھ پہنچانے کی تدبیر کرنا دیا کہلاتی ہے۔ صرف پانی چھان کر پینا ذرا ذرا سے جانوروں کو بچانا ہی دیا نہیں کہلاتی۔ بلکہ اس قسم کی دیا جینیوں میں کہنے ہی کہنے کی ہے۔ کیونکہ وہ اس پر عمل نہیں کرتے۔ کیا انسانوں وغیرہ کی خواہ وہ کسی مذہب میں کیوں نہ ہوں۔ رحم کھا کر روٹی پانی سے تواضع کرنا اور دوسرے مذہب کے عالموں کی عزت کرنا اور خدمت کرنا دیا نہیں ہے"؟

آریہ دوستو! خدارا انصاف سے بتاؤ۔ کہ کیا آپ کے سوامی جی کی تنقید یا تردید اصل پراکرت شلوک سے کچھ بھی علاقہ رکھتی ہے؟ کیا جناب سوامی صاحب کی مذکورہ بالا تنقید کی بنیاد اصل شلوک پر سمجھی جا سکتی ہے؟ کیا سوامی جی کے اس اعتراض کی اصل عبارت سے کچھ بھی نسبت ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ تو ایسی بات ہوئی کہ جیسے ایک دفعہ کسی پنڈت نے ایک گنوار سے کہا۔ بھیا تم نے کچھ پڑھا بھی ہے؟ تو جواب میں اس نے کہا۔ پنڈت جی تمھارا باپ کب مرا اور ماتا کا دیہانت کب ہوا؟ سو یہی حال سوامی جی مہاراج کے اعتراض کا ہے۔ کہ شلوک کچھ کہہ رہا ہے اور سوامی صاحب اور ہی کچھ اپدیش دے رہے ہیں۔ ہم نے جو کچھ عرض کیا ہے۔ وہ اگر صحیح نہیں۔ تو اس کی تردید کر کے دکھائیں۔

یہی وجہ ہے کہ گاندھی جی کو مجبور ہو کر لکھنا پڑا۔ کہ بانیٔ آریہ سماج نے "نہ جانتے ہوئے جین دھرم۔ اسلام اور عیسائیت اور خود ہندو دہرم کو غلط طور پر ظاہر کیا ہے الخ"۔

یہی نہیں اور بھی ملاحظہ ہو

چوتھی مثال:۔ جناب سوامی صاحب ستیارتھ پرکاش باب ۱۲ صفحہ ۸۲ میں لکھتے ہیں:۔

جن ورآنا بھنگ آمگ اُتّو تلّے سدّسن اوآنا بھنگے پادم تاجن میہ دُکرّم دہم حم

ترجمہ سوامی جی:۔ مخالف مذہب اور مخالف سُوتر کے دکھا دینے سے جو جن ور یعنی دیت راگ (بے لوث) تیر تھنکروں کی ہدایت کی حکم عدولی ہوتی ہے۔ وہ دُکھ کا باعث یعنی پاپ ہے۔ جن ایشور (جینیوں کے ایشور) کے فرمائے ہوئے "سمیکتو" وغیرہ دہرم پر عمل کرنا بڑا مشکل ہے۔ اس لئے جس طریق سے "جن" کی ہدایت کی حکم عدولی نہ ہو۔ ویسا ہی کرنا چاہیئے"

جہاں یہ ترجمہ غلط ہے وہاں وہ اعتراض بھی غلط ہے۔ جو اس کی بنا پر سوامی جی نے کیا اور جو یہ ہے:۔

"اپنے منہ آپ تعریف کرنا۔ اور اپنے ہی دھرم کو بڑا کہنا اور دوسرے کی مذمت کرنا جہالت کی بات ہے۔ کیونکہ اصل تعریف اُسی کی ہے جس کی تعریف دوسرے عالم لوگ بھی کریں۔ اپنے منہ سے اپنی تعریف تو چور بھی کرتے ہیں تو کیا وہ لائق ہو سکتے ہیں الغرض ان جینیوں کی باتیں اسی قسم کی ہیں"

قارئین غور فرمائیں۔ کہ کیا محولہ بالا شلوک پر سوامی جی کا یہ ریمارک کچھ معنی رکھتا ہے؟ کیا اس شلوک میں جین مذہب کی تعریف اور دوسرے مذاہب کی مذمت کی گئی ہے؟ اگر نہیں تو پھر اعتراض کس پر؟ اور اگر سوامی جی کا ترجمہ بھی درست تسلیم کر لیا جائے اور سمجھ لیا جائے۔ کہ جینی اپنے مذہب کی تعریف کرتے ہیں۔ تو پھر بھی اسبات پر اعتراض کیوں؟ کیا جناب سوامی صاحب نے خود دیگر مذاہب کی مذمت اور ویدک دہرم کی تعریف و توصیف نہیں کی؟ جب کی ہے اور یقیناً کی ہے تو پھر اسبات پر جینیوں کو کس لئے بُرا بھلا کہا گیا ہے؟

پیارے آریہ بھائیو! اگر یہ اصول واقعی درست اور صحیح ہے اور تمہیں بھی مسلّم ہے کہ "اپنے منہ سے تعریف کرنا اور اپنے دھرم کو بڑا کہنا اور دوسروں کی مذمت کرنا جہالت کی بات ہے" تو یاد رکھو۔ اس سے ویدک دہرم پر کاری ضرب پڑے گی۔ اور اس کے ساتھ جناب سوامی صاحب پر بھی اعتراض وارد ہوگا کیونکہ انہوں نے بھی اپنی تقریروں اور تحریروں میں جا بجا اپنے مذہب کو افضل اور بڑا کہا ہے۔ یہی نہیں بلکہ دیگر مذاہب والوں کو جی بھر کر بُرا بھلا بھی کہا ہے۔ جس کا تھوڑا سا نمونہ درج ذیل ہے:۔

ویدک دھرم کی تعریف و توصیف

(۱) جو دہرم ویدوں اور وید کے مطابق سمرتیوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اس پر عملدرآمد کیا جاوے۔ اس لئے دھرم کے مطابق عمل کرتے رہنا چاہیئے" (ستیارتھ صفحہ ۵۹)

(۲) جس جس امر کی بابت ویدوں میں ہدایت کرنے یا چھوڑنے کی گئی ہے۔ ہم اس اس کو ٹھیک ٹھیک عمل میں لانا یا ترک کرنا جانتے ہیں۔ اور چونکہ وید ہی ہم کو قابل تسلیم ہے۔ اسواسطے ہمارا اعتقاد وید ہے" (ستیارتھ صفحہ ۸۵)

(۳) وید تو بوجہ پرمیشور کے الہام ہونے کے منزّہ عن الخطا اور ثابت بالذات ہیں یعنی وید کا ثبوت وید ہی ہوتا ہے"

(ستیارتھ صفحہ ۵۳)

یہی نہیں کہ جا بجا اپنے ہی دہرم کو افضل، بڑا اور قابل تقلید اور لائق عمل بتلایا ہے بلکہ یہاں تک لکھ دیا ہے کہ:۔

(۴) جو شخص وید اور عابد لوگوں کی وید کے مطابق بنائی ہوئی کتابوں کی بے عزتی کرتا ہے۔ اس وید کی برائی کرنیوالے منکر کو ذات، جماعت اور ملک سے نکال دینا چاہیئے"

(ستیارتھ صفحہ ۵۹)

پس اس قسم کے حوالجات کے ہوتے ہوئے اس سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے کہ سوامی دیانند صاحب نے اپنے مذہب کی تعریف نہیں کی؟ یا اپنے مذہب کو دوسروں سے افضل اور برتر نہیں بتلایا؟ یہ تو تھا سوامی جی کا اپنے مذہب کی تعریف کا مختصر بیان۔ اب غیر مذاہب کی مذمت کا ذکر بھی پڑھ لیجیئے۔

عیسائی مذہب:۔ "بائبل میں لاکھوں باتیں قابل تردید ہیں... چند ایک باتوں کے سوائے باقی سب باتیں جھوٹی بھری پڑی ہیں۔ اور جھوٹ کی آمیزش سے سچائی بھی پاکیزہ نہیں رہتی۔ اسی بائبل قابل تسلیم نہیں ہو سکتی۔ البتہ سچائی تو ویدوں کے قبول کرنے سے حاصل ہوتی ہے"

(ستیارتھ صفحہ ۵۶۲)

اسلام۔ یہ کتاب (قرآن کریم) کیسی ہے؟ مجھ سے پوچھو تو یہ کتاب نہ خدا۔ نہ عالم کی بنائی ہوئی اور نہ علم کی ہو سکتی ہے"

(ستیارتھ صفحہ ۶۹۳)

غیر آریہ مذاہب کی مذمت۔ یہ سب مذہب بے علمی

اذکروا موتاکم بالخیر

شیخ یوسف علی صاحب کا افسوسناک انتقال

نہائت افسوس ہے کہ ہمارے محترم دوست جناب شیخ یوسف علی صاحب عین جوانی میں ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ اور ۲۷ جون کو دارِ فانی سے دارِ جاودانی کو منتقل ہو چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چونکہ اس عاجز نے کچھ وقت مرحوم کی قیادت میں کام کیا ہے۔ اس لئے یہ عاجز اپنا فرض سمجھتا ہے کہ مندرجہ عنوان حدیث شریف کے مطابق جناب شیخ صاحب مرحوم کا ذکر خیر کرے اور مختصراً آپ کی خوبیوں اور خدمات کا اعتراف کرے۔

شیخ صاحب مرحوم موضع وڈالہ بانگر تحصیل گورداسپور کے باشندہ تھے۔ وہاں آپ کی خاصی زمینداری ہے۔ آپ کے والد صاحب جناب شیخ غلام مرتضےٰ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہیں۔ اور اب تک زندہ ہیں مگر دائم المریض اور چلنے پھرنے سے معذور۔ شیخ صاحب مرحوم نے بی۔ اے پاس کرکے اپنی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کرنے کی درخواست کی۔ جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے منظور فرمائی۔ شیخ صاحب مرحوم اور صوفی عبد القدیر صاحب نیاز بی۔ اے۔ اور صوفی محمد ابراہیم صاحب بی۔ ایس۔ سی اس عاجز کے خیال میں حضرت اقدس کی سکیم واقفین زندگی پر سب سے پہلے زندگی وقف کرنے والے تھے۔ کچھ عرصہ ٹریننگ لے کر جناب شیخ صاحب مرحوم ملکانہ جہاد میں حصہ لینے کے لئے متعین کئے گئے جہاں وہ کچھ عرصہ ایک گاؤں میں نمایاں کام کرنے کے بعد آگرہ ضلع کے انسپکٹر مقرر کئے گئے۔ مرحوم کی انسپکٹری کے دوران میں یہ عاجز بھی موضع ساندھن میں تعینات ہوا۔ شیخ صاحب مرحوم نے اپنی انسپکٹری کے ایام میں جس تندہی جفاکشی کمال انکساری بےنفسی اور اپنے فرائض کی قابل رشک بجاآوری کا ثبوت دیا۔ اس کی مثال صحابہ کرام میں ہی مل سکتی ہے۔ جناب شیخ صاحب مرحوم اپنا بستر پشت پر اٹھائے گاؤں بگاؤں گرمیوں کے دنوں میں صبح وشام دورہ کرتے پھرتے۔ اور کبھی بھی تھکان محسوس نہ کرتے تھے۔ آپ کے ہی ایام انسپکٹری میں موضع ساندھن میں آریوں نے انتہائی کوشش کرکے شدھی کی مجلس قائم کرنی چاہی۔ اور اگرچہ بڑے بڑے مشہور مہاشے وکلاء۔ ڈاکٹر۔ امرتسر اور لاہور وغیرہ مقامات سے آئے۔ مگر نہائت ذلت سے موتہہ کی کھا کر ناکام ہو کر واپس گئے۔ یہ سب کچھ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی دعاؤں کی برکت سے ہوا۔ مگر اس وقت ساندھن کا حلقہ جناب شیخ صاحب مرحوم کے انتظام میں تھا۔ اور اس کامیابی کا کریڈٹ آپ کو ہی دربار خلافت سے ملا۔

جناب شیخ صاحب مرحوم کچھ عرصہ احمدیہ ہوسٹل لاہور کے سپرنٹنڈنٹ رہے۔ اور اس مشکل کام کو بھی آپ نے تسلی بخش طریق پر نبھایا۔ آپ کے وقت میں عام طور پر طلباء مطمئن تھے۔ اس کے بعد جناب شیخ صاحب مرحوم قریباً ۱۳ سال تک حضرت اقدس کے پرائیویٹ سیکرٹری رہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ فخر جناب شیخ صاحب کو ہی حاصل ہے کہ وہ اس قدر طویل عرصہ تک اس عہدہ جلیلہ پر سرفراز رہے۔

اس عہدہ کے دوران میں بھی مجھے دو مرتبہ آپ کے ساتھ بطور افسر انچارج صیغہ باڈی گارڈ کے کام کرنے کا اتفاق ہوا۔ اس وقت مجھے دیکھنے کا موقعہ ملا کہ جناب شیخ صاحب مرحوم ساری ساری رات بیٹھ کر کام کرتے رہتے۔ اور بعض اوقات کھانا کھانے کے لئے بھی وقت نہ نکالتے۔ مرحوم کو ہر وقت یہی دھن لگی رہتی تھی۔ کہ اپنے مفروضہ کام کو نہایت احسن طریق پر کریں۔ اور کسی قسم کی خامی یا کوتاہی نہ ہونے پائے۔

پرائیویٹ سکرٹری کے عہدہ کا کام تیرہ سال کرنے کے بعد آپ نائب ناظر امور عامہ مقرر ہوئے۔ اس کام کو بھی آپ نے حسب معمول نہایت تندہی اور دیانتداری سے کیا۔ اور جب آپ کا تبادلہ نظارت تعلیم و تربیت میں کیا گیا۔ تو جناب ناظر صاحب امور عامہ نے اُن کو چھوڑنا نہ چاہا۔ اور ان کی خدمات پر اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا۔

مرحوم کمزور کانسٹی ٹیوشن رکھتے تھے۔ جو آپ کی جفاکشانہ زندگی کو برداشت نہ کر سکا۔ اور بالآخر آپ کو انتڑیوں کی خطرناک بیماری ہو گئی۔ جس نے بڑھتے بڑھتے آپ کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ آپ قریباً ۱۵ ماہ تک اس مرض سے بستر پر رہے اور آخر ۲۷ ؍ جون ۴۳ء کو بوقت شام رحلت فرما گئے۔ اور مقبرہ بہشتی میں مدفون ہوئے۔

مرحوم نہایت ہی جانفشانی اور دیانتداری سے سلسلہ کی خدمات میں مصروف رہے آپ بےنفسی اور انکساری کا نمونہ تھے آپکی ذات نافع للناس اور ہر نجاں مرنج تھی۔

اللہ تعالےٰ آپ کو اپنے فضل سے مغفرت فرمائے اور بہشت بریں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت عطا فرمائے۔ اور آپ کے والد صاحب اور بیوی اور بچوں اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ اور ان کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے۔

مرحوم نے اپنی یادگار میں چھ بچے چھوڑے ہیں۔ جن میں سے صرف بڑا لڑکا جوان اور برسر روزگار ہے۔

خاکسا ر:۔ نیاز محمد عفی عنہ پنشنر انسپکٹر پولیس قادیان۔

سے پیدا ہوئے اور علم کے خلاف ہیں۔ جاہل۔ کمینے اور وحشی لوگوں کو بہکا کر اپنے جال میں پھنسا کر اپنی مطلب براری کرتے ہیں۔" (ستیارتھ صفحہ ۲۷۱)

الغرض اسی طور کے بیسیوں مقامات نقل کئے جا سکتے ہیں۔ جہاں غیر مذاہب کی مذمت اور تردید کی گئی ہے اور اپنے مذہب کی تعریف اور توصیف لیکن بخوف طوالت انہی پر اکتفا کرتے ہوئے اپنے آریہ دوستوں سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ جب آپ کے مہرشی جی کا یہ اصول مسلّم اور درست ہے کہ:۔

"اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا اور اپنے ہی دھرم کو بڑا کہنا اور دوسرے کی مذمت کرنا جہالت کی بات ہے۔" (ستیارتھ صفحہ ۸۲) تو ان مذکورہ بالا حوالجات کی موجودگی میں دوسرے ان کے متعلق کیا رائے قائم کرنے پر مجبور ہوں گے؟

ستیارتھ پرکاش میں مذہبی دنیا کے متعلق اور بھی بہت سے خام اور سطحی اعتراضات ہیں۔ لیکن بطور نمونہ اسی پر اکتفاد کرتے ہوئے ہم آئندہ قسط میں جناب سوامی صاحب کے ان "ناقابل تردید" اور "زبردست" اعتراضوں کی حقیقت بھی ظاہر کرینگے۔ جو انہوں نے اسلام پر کئے تھے

خاکسار:۔ ملک فضل حسین احمدی مہاجر قادیان

اخبار وافکار

کرنسی کا پھیلاؤ

یہ امر موجب اطمینان ہے۔ کہ حکومت ہند اپنی توجہ قیمتوں کے استوار کرنے کی طرف مبذول کر رہی ہے۔ حال میں سکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا۔ مسٹر ایمری نے پارلیمنٹ میں بعض سوالوں کا جواب دیتے ہوئے ہندوستان میں کرنسی کے کسی مزید پھیلاؤ کو روکنے کے متعلق اظہار خیال کیا تھا۔ اب معلوم ہؤا ہے۔ کہ یہ تجویز حکومت ہند کے زیر غور ہے کہ ایک ایسا قانون بنایا جائے۔ جس کی رُو سے بنک سونے اور گندم پر قرضہ نہ دے سکیں گے۔

کرنسی کے پھیلاؤ کو کم کرنے کا یہ صرف ایک پہلو ہے۔ ابھی حکومت کو اس ضمن میں اور بہت کچھ کرنا ہوگا۔ اس امر کی اس وقت سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ کہ ہورڈنگ (ذخیرہ بازی) اور سٹہ بازی کو ختم کیا جائے۔ سٹہ بازی گردش زر کی رفتار کو تیز کر کے قیمتوں پر وہی اثر ڈالتی ہے۔ جو اثر کرنسی کی مقدار کی زیادتی سے قیمتوں پر پڑتا ہے۔ یعنی یہ کہ روپیہ کی قوت خرید کم ہو جاتی ہے۔ یا دُوسرے الفاظ میں قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔ گردش زر کو واضح کرنے کے لئے ہمیں ایک مثال دینا ہوگی۔

فرض کیجئے۔ آپ کے پاس دس روپے ہیں۔ آپ ان روپوؤں سے ایک شخص سے جنس خریدتے ہیں۔ وہ شخص دُوسرے آدمی سے جنس خریدتا ہے۔ دُوسرا تیسرے سے۔ علیٰ ہذا القیاس وہ روپیہ اپنا مسکن بدلتے ہوئے دسویں شخص کے ہاتھ میں پہنچ جاتا ہے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ دس روپوؤں نے دس سودوں میں وہ کام کیا کہ جو ایک سو روپیہ سے ایک سودے میں نکلتا۔ گویا روپے کی گردش کی رفتار دس گنا ہو گئی۔ دس روپے کے سو بن گئے۔ لہٰذا قیمت بڑھ گئی۔

سٹہ بازی تجارت کی اس قسم کا نام ہے۔ جو قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کی اُمید پر کی جاتی ہے۔ یعنی منافع باز لوگ کسی جنس کو ایک وقت میں اس غرض سے خریدتے یا بیچتے ہیں۔ کہ دُوسرے وقت میں (بالعموم اسی مارکیٹ میں) اسے فروخت کر کے یا خرید کر نفع کمائیں۔

سٹہ باز گو بالعموم سرمایہ لگائے بغیر منافع کماتے ہیں۔ لیکن گردش زر کا تعلق تو سودوں سے ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ روپیہ ہر سودے میں جسمانی طور پر اپنا مسکن بدلے۔ پس جہاں یہ لوگ اس طریق سے قیمتوں میں اضافہ کا موجب ہوتے ہیں۔ وہاں ذخیرہ باز جنس کو روک کر قیمتوں کو چڑھانے کا باعث بنتے ہیں۔ وہ ایسے وقت میں منڈیوں کی تمام جنس خرید لیتے ہیں۔ جبکہ قیمتیں کم ہوں۔ اور پھر جب جنس کی کمیابی کے باعث قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔ تو پھر اسے فروخت کر دیتے ہیں۔

ایسے لوگوں کا استیصال ضروری ہے اس ذکر نے ہمارے لئے ایک دلچسپ موضوع پر بحث کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اور ہم چاہتے ہیں۔ کہ قیمتوں میں موجودہ چڑھاؤ کے اسباب پر ذرا تفصیل کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ چنانچہ اس بحث کے لئے کہ قیمتیں بڑھنے کے اسباب کیا ہیں۔ حکومت ہند کا اس میں کسی حد تک دخل ہے۔ حکومت ہند نے اس امر کا سدباب کرنے کے لئے اسوقت تک کیا کیا ہے۔ اور اسے مزید کیا کرنا چاہیئے۔ اگلی فرصت کا انتظار فرمائیے۔

"یوم تبلیغ" کے متعلق چند گذارشات

جیسا کہ احباب کو معلوم ہو چکا ہے۔ ۲۵ر جولائی کا دن مسلمانوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے مقرر ہے۔ اس روز ہر احمدی کا فرض ہے کہ اپنے تمام دنیاوی کاروبار کو چھوڑ کر سارا وقت صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچانے کے لئے وقف کرے۔ دنیا آجکل ایک عجیب دور میں سے گذر رہی ہے۔ ہر فرد بشر امن اور سلامتی کی تلاش میں ہے۔ اور اس وقت صرف احمدیت ہی کی تعلیم ہے۔ جو حقیقی طور پر دنیا کی موجودہ مشکلات کا حل پیش کر سکتی ہے۔ اور جس کی بدولت دنیا میں امن وامان قائم ہو سکتا ہے۔ پس یہ تبلیغ کا ایک نادر موقع ہے۔ اس سے ہمیں فائدہ اٹھا کر اس ذمہ داری سے سبکدوش ہونا چاہیئے جو ہم پر خدا تعالیٰ کی طرف سے عائد کی گئی ہے۔ ہمیں انفرادی طور پر معززین کے گھروں پر جا کر پیغام حق پہنچانا چاہیئے۔ پھر بازاروں اور گلی کوچوں میں لٹریچر تقسیم کرنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ جہاں ممکن ہو۔ اپنے دوستوں اور احباب کو دعوت دیکر اپنے ہاں بلا کر گفتگو یا تقریر کے ذریعہ تبلیغ کرنی چاہیئے۔ غرض جو ذریعہ بھی مفید اور حالات کے لحاظ سے مناسب نظر آئے۔ اسے اختیار کر کے اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ۔ کی پابندی کے ساتھ فریضہ تبلیغ ادا کرنا چاہیئے۔

عہدیداران جماعت احمدیہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اس دن کو حقیقی معنوں میں "یوم تبلیغ" بنانے میں پوری پوری سعی اور کوشش فرماویں۔ کافی عرصہ پہلے ہی سے پروگرام مرتب کر لیا جائے۔ ہر شہر اور گاؤں کے احباب کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر کے ان کے سپرد حلقے کر دئیے جائیں۔ ہر گروہ کا ایک امیر ہو۔ ۲۵ر جولائی کو صبح کے وقت یہ سب ایک جگہ اکٹھے ہوں۔ اور پھر دُعا کے بعد اپنے اپنے حلقہ کی طرف دردمند دلوں کیساتھ روانہ ہوں۔ بنی نوع انسان کے ساتھ محبت اور ہمدردی، تبلیغ میں کامیابی کے لئے اوّلین شرط ہے۔ ایک مخالف سے مخالف بھی جب یہ دیکھے گا۔ کہ آپ اس کی ہمدردی اور محبت کے جذبہ کے ساتھ اس کے پاس آئے ہیں۔ تو وہ آپ کے دلائل سے خواہ متاثر نہ ہو۔ مگر آپ کے

یوم التبلیغ کا تحفہ

پیشگوئیاں

گذشتہ اور موجودہ جنگ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی پیشگوئیاں اور رؤیا جو پوری ہوئیں۔ اور یورپ کے نجومیوں اور جھوٹے مدعیان رُوحانیت کی پیشگوئیاں جو غلط نکلیں۔ ان کی تفصیل مولینا جلال الدین صاحب شمس کی تازہ تصنیف میں پڑھیں۔ یوم التبلیغ پر یہ بہترین تحفہ ہے۔ قیمت دس آنہ فی نسخہ دس کتابوں سے زیادہ کے خریدار سے آٹھ آنے فی نسخہ۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ احمدیہ قادیان

وی۔ پی وصول نہ کرنا اخلاقی کمزوری ہے۔ ہمیں افسوس ہے۔ کہ ہمارے متواتر اعلانات کے باوجود بعض دوستوں نے وی۔ پی واپس کر دئیے ہیں۔ ہم ایسے دوستوں سے عرض کریں گے کہ وی۔ پی وصول نہ کرنا اخلاقی کمزوری ہے؟ (مینجر)

اس جذبہ ہمدردی سے ضرور متأثر ہوگا۔ اور یہ اس کے احمدیت کے قریب ہونے کا پہلا زینہ ہوگا۔

گفتگو میں نرمی بھی لازمی شرط ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی نادانی سے سختی کرے۔ تو اس موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد پر عمل ہونا چاہیئے ؎

گالیاں سن کے دُعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

یہ موٹی موٹی چند باتیں ہیں جنکا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ امید ہے۔ کہ احباب پوری تندہی اور مستعدی سے یوم تبلیغ مناکر اپنے کام کی رپورٹ صیغہ ہذا میں ارسال فرمادیں گے۔

صیغہ نشر و اشاعت کی طرف سے اس موقعہ پر شائع ہونے والے لٹریچر کی فہرست اخبار میں شائع کی جارہی ہے۔ احباب منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔

خاکسار مہتمم نشر و اشاعت

اعلانات نکاح

۱۔ ۱۴ر جولائی بعد نماز عصر حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے عزیزم عبدالواحد صاحب صدیقی ابن حکیم محمد عبدالصمد صاحب قادیان کا نکاح۔ سیدہ سعیدہ بیگم صاحبہ بنت سید زاہد حسین صاحب لکھنؤ کے ساتھ مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ احباب دُعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے بابرکت کرے۔ آمین

مرزا عبدالرؤف دار الفضل قادیان

۲۔ مورخہ ۲/۶/۴۳ بروز جمعرات عبدالحکیم صاحب کی لڑکی مسماۃ سردار بی بی صاحبہ کا نکاح مبلغ ایک سو روپیہ (-/۱۰۰) مہر پر محمد رمضان صاحب جٹ سے مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ جانبین کیلئے مبارک کرے۔ (خاکسار عبدالکریم محاسب جماعت احمدیہ خوشاب ضلع شاہپور)

خدا تعالیٰ کیلئے قربانی کرنیوالا کبھی ضائع نہیں ہوتا

فرمایا! "سب سے کم قربانی کرنیوالی تاجر پیشہ لوگوں کی جماعت ہے۔ ان میں سے بعض کی سالانہ آمد پچیس پچیس۔ تیس تیس چالیس چالیس ہزار ہے۔ مگر ان کا چندہ دیکھا جائے۔ توکسی کا پچاس روپیہ ہوتا ہے۔ کسی کا ساٹھ۔ کسی کا سو۔ اور کسی کا دو سو روپیہ۔ گویا وہ اپنی ایک مہینہ کی آمد کا دسواں حصہ بلکہ بعض دفعہ پچاسواں حصہ خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہیں۔ جو "درحقیقت ان لوگوں کے چندہ کی نسبت جو ملازم پیشہ ہیں۔ قربانی کے لحاظ سے سُوواں حصہ ہوتا ہے۔ یعنی ایک ملازم جس رغبت۔ اخلاص اور محبت سے قربانی میں حصہ لیتا ہے۔ تاجر اس کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کے رجسٹر میں سوواں بلکہ دو سوواں حصہ لیتا ہے۔ بیشک ہماری جماعت میں ایسے تاجر بھی ہیں۔ جو اپنی آمدنیوں کے مطابق بلکہ بعض دفعہ اپنی آمدنی سے بہت زیادہ قربانی کرتے ہیں۔ مگر وہ مستثنےٰ ہیں۔ زیادہ تر ہماری جماعت میں ایسے ہی تاجر ہیں۔ جو اپنی ذمہ واری کو محسوس نہیں کرتے۔ اور توکل کی کمی کی وجہ سے وہ اسی خیال میں رہتے ہیں۔ کہ اگر آج خدا تعالےٰ کی راہ میں کچھ دے دیا۔ تو کیا ہوگا۔ حالانکہ جو شخص خدا تعالیٰ کیلئے قربانی کرتا ہے۔ اس کی قربانی کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔ اور اُسے خدا تعالیٰ دین و دنیا دونوں میں بدلہ دے دیتا ہے"۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد بالا مخصوص ہے تاجروں کے لئے۔ ایسے تاجر کئی ہیں۔ جنہوں نے حضور کا یہ ارشاد پڑھتے ہی اضافہ کیا۔ اور بعض اب اپنے سال نہم کی رقم دینے کے بعد سال نہم میں مزید اضافہ کرتے ہیں۔ تا ان کو اللہ تعالےٰ نے جو مال دیا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں اس کی رضاء کے لئے خرچ کرکے اس کے فضلوں کے جاذب ہوں۔

چنانچہ بابو محمد بشیر احمد صاحب ابن بابو فقیر علی صاحب ڈیرہ دون سے سال نہم کے -/۵۵ وعدہ کے ادا کرچکے ہیں۔ اب آپ اس میں ایک سو روپیہ مزید اضافہ کرکے وہ رقم ارسال کرتے ہیں۔ لکھا ہے کہ چونکہ تاجروں کیلئے حضور کا ارشاد مخصوص ہے۔ اسلئے میں اپنے چندہ میں اضافہ کرتا ہوں۔

جزاہم اللہ احسن الجزاء

پس وہ تاجر جن کے چندے میں ایسی کمی ہو۔ ان کیلئے موقعہ ہے کہ وہ اپنا سال نہم ادا کرتے وقت اس میں مزید اضافہ کرکے کمی کا ازالہ کرلیں۔ والسلام

(خاکسار فنانشل سیکرٹری تحریک جدید)

فوری ضرورت

ایک ایسے معلّم (اُستاد) کی ہے۔ جو کہ چھوٹے بچوں کو پرائمری تک بخوبی تعلیم دے سکتا ہو۔ آدمی نیک اور محنتی ہو۔ ابتدائی تعلیم انگریزی بھی دے سکتا ہو۔ تجربہ کار ہو۔ تنخواہ -/۴۰ روپے بالمقطع دیجائیگی۔ خاکسار مرزا صالح علی زمیندار نبی سر روڈ۔ جے۔ ریلوے۔ سندھ

ایک گزیٹڈ افسر صاحب کی رائے

ایک گزیٹڈ افسر صاحب اپنے ایک تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"آپ کی گولیاں بہت عمدہ ہیں۔ براہ مہربانی ۳۰ گولیاں (سونے کی) اور ۱۵ گولیاں زد جام عشق بذریعہ پارسل ارسال کریں"

طبیہ عجائب گھر قادیان

ترمیمات بجٹ

جملہ عہدہ داران جماعتہائے احمدیہ کو اس اعلان کے ذریعہ اطلاع کی جاتی ہے۔ کہ آئندہ جو دوست دوران سال میں کسی دوسری جگہ تبدیل ہوکر آئیں یا جائیں یا بوجہ کسی تو مبالغ کے چندے میں بیشی ہو۔ تو عہدیداران کا فرض ہے۔ کہ اس قسم کے تغیرات سے فوراً دفتر ہذا کو اطلاع دے کر اپنے بجٹ میں درستی کروالیں۔

عموماً عہدہ داران جماعت اس طرف پُوری توجہ نہیں کرتے۔ جس سے بعض ایسے دوستوں کے چندوں کا اندراج ان کے بجٹ میں رہ جاتا ہے۔ جو وہاں سے تبدیل ہوچکے ہوتے ہیں۔ اور مشاورت کے موقعہ پر صرف رپورٹ نہ دینے کی وجہ سے جماعتوں کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔

(ناظر بیت المال)

مشرق و مغرب کی تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

برلن ۱۴ جولائی۔ رائٹر کے نامہ نگار نے جرمن نیوز ایجنسی کے حوالہ سے اطلاع دی ہے۔ کہ سسلی میں جرمن اور اتحادی حملہ آور فوجوں میں بڑی لڑائی شروع ہو گئی ہے۔ یہ لڑائی سسلی کی ان پہاڑیوں میں ہو رہی ہے۔ جہاں پیراشوٹ اتارے گئے ہیں۔

الجیریا ۱۴ جولائی۔ رائٹر کے سپیشل نامہ نگار کو معلوم ہوا ہے۔ کہ ہٹلر نے سسلی پر اتحادی حملہ کو ناکام بنانے اور سسلی کی سرزمین میں یورپ کی فیصلہ کن جنگ لڑنے کے لئے کئی لاکھ فوج سسلی بھیجی ہے۔ یہ فوج اٹلی کی راہ سسلی بھیجی جا رہی ہے۔ جرمن فوجیں سسلی کے ساحل پر اترتے ہی آگے بجنٹو کی طرف بڑھتی جا رہی ہیں۔ جہاں سے تھوڑے فاصلہ پر بڑی لڑائی زور پکڑ رہی ہے۔

لنڈن ۱۴ جولائی۔ سرکاری طور پر اعلان کر دیا گیا ہے۔ کہ برطانوی کمانڈر جنرل منٹگمری سسلی پہنچ گئے ہیں۔

لنڈن۔ جاپانیوں نے بحر الکاہل والی پرتگالی آبادی میکاڈو کو غیر مسلح کر دیا ہے اور وہاں کے پرتگالی حکام وغیرہ کو اس پر پورا آمادہ کر لیا ہے۔ کہ وہ جاپانیوں سے سامان غذا حاصل کرنے کے بدلہ میں اپنی توپیں اور اسلحہ وغیرہ ان کے حوالے کر دیں۔ یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ جاپانیوں نے اس جزیرہ کے تمام بحری اور بری راستوں کی ناکہ بندی کر دی ہے۔

لنڈن ۱۴ جولائی۔ آج دارالعوام میں مسٹر ایڈن نے بیان کیا۔ کہ ابھی تک دولت برطانیہ نے فرانس کو آزاد کرنے والی کمیٹی کو آئینی طور پر تسلیم نہیں کیا۔

حیدرآباد دکن ۱۴ جولائی پتہ چلا ہے کہ اس سال جتنی بارشیں حیدرآباد کے اضلاع میں ۔ ۔ ۔ ہوئی ہیں۔ ایسی پچھلے ۷۰ سالوں میں کسی سال بھی نہیں ہوئی تھیں

کراچی ۱۴ جولائی۔ سندھ وزارت کو آزمائش کا ایک اور موقعہ دینے کے لئے آئندہ ہفتہ اسمبلی کا ایک اجلاس بلایا جائے گا۔ جس میں مالیہ کی تشخیص بڑھانے کی تجاویز دوبارہ پیش ہوں گی۔ اگر اس مرتبہ بھی گورنمنٹ کو شکست ہوئی۔ تو وزارت ٹوٹ جائے گی۔

واشنگٹن ۱۴ جولائی۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ جزیرہ مارٹینک کا وشی کا مقرر کردہ ہائی کمشنر عہدہ سے دستبردار ہو گیا ہے۔ مارٹینک کے لوگوں میں بے چینی کی وجہ سے وشی کے ہائی کمشنر نے ایک فرانسیسی جنگی جہاز میں پناہ لی ہے۔ جنرل ڈیگال کی حامی فوجوں نے صورت حالات پر کنٹرول کیا ہوا ہے۔

امرتسر۔ سونا ۸۲-۸ روپے۔ چاندی ۱۲۰ روپے پونڈ ۸-۵۵ روپے

لنڈن ۱۴ جولائی۔ برطانیہ کے وزیر جنگ نے ہاؤس آف کامنز میں کہا۔ کہ برطانیہ کے بحری بیڑے ایئر فورس اور فوج کے ۳۱۸۰۰ افسر اور آدمی جاپانیوں کے قیدی ہیں۔ ۴۲ ہزار سے زیادہ اب بھی لاپتہ خیال کئے جاتے ہیں۔ شہری قیدیوں کی تعداد ۴۰ ہزار ہے۔

لنڈن ۱۵ جولائی۔ سسلی میں آٹھویں فوج کے جو دستے کٹانیہ کی طرف بڑھ رہے تھے اب جرمن دستوں کے ساتھ ان کا تصادم ہو رہا ہے۔ جرمن آگسٹا میں اتحادی مورچوں میں گھس آئے تھے۔ مگر انہیں واپس دھکیل دیا گیا۔ آگسٹا کے شمال میں بھی انہوں نے بڑے زور کا حملہ کیا۔ مگر اسے ناکام بنا دیا گیا۔ برطانی جنگی جہاز سسلی کے کنارے کے ساتھ ساتھ پھر رہے اور دشمن کی چوکیوں پر سخت گولہ باری کر رہے ہیں۔ اب تک چھ ہوائی میدان اور ایک اڑن کشتیوں کی چھاؤنی پر قبضہ کیا جا چکا ہے۔ جو بارہ ہزار محوری سپاہی پکڑے گئے ہیں۔ ان میں سے آٹھ ہزار باہر بھیجے گئے ہیں۔

لنڈن ۱۶ جولائی۔ سسلی میں اتحادی فوجیں برابر بڑھ رہی ہیں۔ مگر دشمن اب پہلے سے بہت زیادہ سخت مقابلہ کر رہا ہے۔ کٹانیہ کے میدان میں دشمن زبردست فوج ٹینک اور توپیں جمع کر رہا ہے۔۔۔ اور اتحادی فوجیں اس طرف بڑھ رہی ہیں۔ وسطی محاذ پر رگوسا کے پہاڑوں میں سخت لڑائی ہو رہی ہے۔ اتحادی ہیڈ کوارٹر سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ سسلی میں مزید سپاہی ہوائی جہازوں سے اتارے گئے ہیں۔ اتحادی طیاروں نے بدھ کے روز مسینا پر دو حملے کئے۔

ماسکو ۱۶ جولائی۔ روسی فوج اوریل کے محاذ پر زبردست حملے کر رہی ہے۔ اور اس نے دشمن کی بیرونی قلعہ بندیوں میں ۲۵ میل تک دراڑ ڈال دی۔ اور قریباً سو شہروں و دیہات پر قبضہ کر لیا۔ تین روز کی جنگ میں دشمن کے ۱۲ ہزار آدمی مارے گئے۔ اور دو ہزار قیدی بنائے گئے۔ اس کے علاوہ تین پیدل ڈویژن اور دو ٹینک ڈویژن منتشر کر دئے گئے۔ روسی حملہ ابھی جاری ہے۔ دس دن کی لڑائی میں کرسک کے محاذ پر جرمنوں کو ساٹھ ہزار جانوں کا نقصان اٹھانا پڑا ہے۔

واشنگٹن ۱۶ جولائی۔ امریکہ میں بحری جہازوں کی تیاری کے افسر اعلیٰ نے ایک بیان میں بتایا۔ کہ جاپان جتنے جہاز بناتا ہے۔ اس سے دوگنا اتحادی غرق کر دیتے ہیں۔ جنگ شروع کرنے سے اب تک وہ ۱۲ لاکھ ٹن کے جہاز بنا سکا ہے۔ اور ۲۲ لاکھ ۲۴ ہزار ٹن کے جاپانی جہاز غرق کئے جا چکے ہیں۔ جن میں سے ۱۶ لاکھ ٹن کے جنگی جہاز ہیں۔ امریکہ نے جنگ شروع کرنے کے بعد نوے لاکھ ٹن کے تجارتی جہاز بنائے ہیں

دہلی ۱۶ جولائی۔ صوبہ سرحد کے گورنر سر جارج کننگھم کے عہدہ کی میعاد مارچ ۱۹۴۴ء میں ختم ہوتی ہے۔ مگر ان کے لئے مزید ایک سال کی توسیع کا اعلان کیا گیا ہے۔

واشنگٹن ۱۵ جولائی۔ اتحادی فوجیں نیو گنی میں موبو کے پاس پہنچ رہی ہیں۔ اور فیصلہ کن لڑائی ہونے والی ہے۔ جاپانی فوج کو گھیر لیا گیا ہے۔ اب اتحادی فوجیں۔ سلاموآ سے سات میل سے بھی کم فاصلہ پر ہیں۔ شدید حملوں کے نتیجہ میں کسکا کی جاپانی چوکیوں کو ناکارہ کر دیا گیا ہے۔ نیو جارجیا کے پاس دشمن کے ایک بڑے تجارتی جہاز اور دو بجروں کو ڈبو دیا گیا۔

بمبئی ۱۶ جولائی۔ سر سلطان احمد ممبر ایگزیکٹو کونسل نے کل یہاں ایڈیٹرز کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے حکومت کی طرف سے اس امداد کا شکریہ ادا کیا گیا۔ جو اخبارات کی طرف سے اسے ملتی رہی ہے۔ اور کہا کہ حکومت اخبارات کے ساتھ زیادہ قریبی تعلقات قائم کرنا چاہتی ہے۔ ایک پبلک ایڈوائزری کمیٹی بنانے کی تجویز بھی زیر غور ہے۔

ملبورن ۱۴ جولائی۔ وار کیبنٹ کی فائل سے ایک دستاویز کی گمشدگی کے معاملہ کی تحقیقات کیلئے کمشن مقرر کیا گیا تھا۔ جو اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ فائل سے کوئی دستاویز نہ اب گم ہے اور نہ اس وقت گم تھی۔ جبکہ اسکی گمشدگی کے متعلق الزام لگایا گیا تھا۔ لیبر ممبر جنہوں نے اس کی گمشدگی کا الزام لگایا تھا۔ پارلیمنٹ کے آئندہ اجلاس تک اپنے عہدے کے سلسلہ میں فرائض ادا نہیں کر سکیں گے۔ یہ دستاویز حملہ کی صورت میں شمالی افریقہ کو خالی کرنے کے متعلق تھی۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر دارالامان قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ رحمت اللہ خان شاکر